

باب: ۷

## مشتبہ احادیث مبارکہ

## ارکان اسلام

حدیث... ۱:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرِ بْنِ حِطَابٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَيِّفَتْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يُنَبِّئُنِي إِلَّا إِسْلَامٌ عَلَىٰ خَمْسٍ شَهَادَةٌ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكُوٰةِ وَحَجَّ الْبَيْتِ وَصَوْمَمَّ رَمَضَانَ۔

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے، اس بات کی گواہی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

تفہیق: ارکان لفظ "رکن" کی جمع ہے۔ شریعت میں اس سے وہ اعمال مراد یہ جاتے ہیں جن کا اختیار کرنا اسلام و ایمان کے اظہار کے لیے ضروری ہے۔ ان چیزوں کو اختیار کیتے بغیر مسلمان نہیں کہلایا جا سکتا۔ یہ کل پانچ چیزیں ہیں: (۱) کلمہ شہادت (۲) نماز (۳) روزہ زکوٰۃ (۴) حج۔ ایک حدیث میں ان کی اہمیت کو یوں سمجھایا گیا ہے کہ ان کو یوں سمجھو جیسے کوئی خیمه یا شامیانہ ہو تو اس کے کھڑے ہونے کے لیے پانچ لکڑیوں کی ضرورت ہوتی ہے ایک نقش کی جو اصل ہوتی ہے جس کے بغیر خیمه اٹھ ہی نہیں سکتا اور باقی چار چار کونوں پر، شہادت کی اہمیت نقش کی لکڑی کی اور باقی چار، ارکان کی چاروں لکڑیوں کی مانند ہیں، نقش کی لکڑی نہ ہو تو خیمه کھڑا ہی نہیں ہو گا اور اگر وہ ہو، لیکن کنارے کی لکڑی نہ ہو تو جو کنارہ خالی ہو گا جھکا رہے گا۔ اسی طرح ان کا معاملہ ہے اگر شہادت کا وجود نہ ہو تو انسان مومن ہی نہیں قرار پائے گا اور اگر وہ ہے لیکن باقی چاروں میں سے کسی کو اعتقاد کے باوجود نہیں کرتا تو اس کے مطابق اس کا ایمان نادر قرار پائے گا۔

شہادت: یعنی زبان سے اللہ کے حق متعلق عبادت ہونے کا اقرار نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عبدیت و رسالت کا اعتراف۔

**نماز:** اسلام کا اولین فریضہ اور اصل الاصول عمل جو ہر مسلمان کے ذمہ لازم ہے، جو بوقت بلوع مسلمان ہو یا اسلام لانے کے وقت بالغ ہو، یہ کسی شخص سے کسی حال میں ساقط نہیں، وضو کی قدرت نہ ہو تینم سے پڑھے، کہڑے ہو کر پڑھنے کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر ورنہ لیٹ کر روح و بجہہ نہ کر کے تو اشارے سے کام لے کر، فی الحال کسی طرح ممکن نہ ہو تو بعد میں قضا کے طور پر، بہر حال بلوع کی اولین گھری سے لے کر زندگی کے آخری لمحہ تک ہر ایک پر فرض ہے ہر اس مسلمان پر جو عاقل و بالغ ہو خواہ مرد ہو یا عورت، جوان ہو یا بُرہا، بیمار ہو یا صحبت مند، مسافر ہو یا متحم، بس عورت سے مخصوص ایام میں معاف ہے، قرآن و حدیث میں نماز کا اہتمام کرنے کی بڑی تاکید اور تعریف آئی ہے، اس پر بڑے انعامات مذکور ہیں اور کوئی بھی کی بڑی مذمت اور سخت سزاوں کا تند کرہ ہے اور اسی کو ایمان کا امتیازی نشان فرمایا گیا ہے کہ عام حالات میں نماز ہی کے ذریعہ انسان کا مسلمان ہونا جانا جاتا ہے۔

نماز کی فرضیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر معراج میں ہوئی یعنی بھرت سے بھلے کہ میں، دن میں پانچ نمازوں فرض ہیں اور الگ الگ پانچ اوقات میں۔ اول فجر طلوع صبح سے لے کر طلوع آفتاب تک، دو رکعت، دوم ظہر دوپہر کے بعد سے سورج ڈوبنے سے تقریباً ڈبھ دو گھنٹے پہلے تک چار رکعت، سوم عصر، سورج ڈوبنے سے ڈبھ دو گھنٹے پہلے سے لے کر سورج ڈوبنے تک چار رکعت، چہارم مغرب سورج ڈوبنے سے لے کر تقریباً سوا گھنٹے تک تین رکعت، پنجم عشاء، سورج ڈوبنے کے تقریباً سوا گھنٹے بعد سے لے کر طلوع صبح صادق تک چار رکعت، اسی وقت میں ان چار رکعتوں کے علاوہ تین رکعتیں وتر کی واجب ہیں۔ دو نمازوں دو دو نفل ہیں۔

**روزہ:** اسلام کا دوسرا فریضہ یہ بھی ہر بالغ مسلمان پر فرض ہے، جس کا مطلب ہے ظلوان صبح صادق سے بے لے کر سورج ڈوبنے تک کسی قسم کی چیز کے کھانے پینے اور پیٹ میں پہنچانے

بڑے محبت سے پچھا، مہل میں ایک میئنے بینی پہنچے، مہمان بھائیوں کی خدمت کیجیے، اور انہوں نے  
بھی تھیں دن کا ہوتا ہے، یہ بھی کسی سے موافق نہیں ہے، ممکن نہ ہو تو قضاۓ عدالت بھی  
ایام ماہواری و زیگی کی قضاۓ کرے گی، جب بھی مسخر نہ رکھ سے معلوم ہو جائے کہ مہمان ہے  
مہینہ شروع ہو گیا، ورزہ شروع ہو جائے گا۔ مدد نہ مکمل تحریر میں فرضیت ہوئی۔  
زکوٰۃ یعنی جس شخص کے پاس ملا ہے باہن تو اُولہ چاندی یا ملا ہے سات قدر سو ڈالیاں میں  
کسی ایک کی مالیت کا ضرورت سے زکوٰۃ نظر رکھیے یا مہمان تحدیت ہو تو مہل کر کر باش قدر  
پالیسوں حصہ نکالنا جو ذہنی فیصلہ ہوتا ہے۔ زکوٰۃ جادو روں کی خاص مقدار پر بھی ہے لہذا میں  
اور اس کی پیداوار پر بھی، اس کی فرضیت بھی مدد نہ مکمل تحریر میں بھولی اور برعاقل، بالغ  
مسلمان پر فرض ہے، اسی حصن میں نظر، و تربانی بھی ہے کہ جس پر زکوٰۃ فرض ہے اس پر یہ  
دلوں واجب ہیں، البتہ کچھ فرق بھی ہے تفصیلات علماء پر چھیں۔

ج: زندگی میں ایک مرتبہ مکرمہ کا سال کے تخصیص دنوں میں خرچ اور وہاں قیام اور  
وہاں مختلف مقامات پر مختلف انداز کے اعمال کا انجام دینا، اس کی فرضیت تحریر میں بھولی اور  
اس بالغ و عاقل مسلمان پر فرض ہے جس کے پاس پورے خرچ کا اپنانہ گھر رہ جانے والے دل،  
عیال کا خرچ ہو، حج کے اصل اعمال کا سلسلہ ۸ ذی الحجه سے شروع ہو کر بارہ کو ختم ہو جاتا ہے  
اس سے متعلق ضروری امور یہ ہیں احرام باندھنا (دو چادروں کا خاص انداز سے پینٹنا) تمہیر  
پہنچنا (لَيَتَكَ اللَّهُمَّ لَيَتَكَ بُكْنَا) مزدلفہ میں اور عرفات میں کھڑا ہونا، ری کرنا (تخصیص  
مقامات پر سات کی تعداد میں نکل کر پانچ بیکننا) بال کٹانا (رمی سے فارغ ہو کر سر کے بل کو  
کٹانا یا کترانا، اس سے پہلے بدن کے کسی حصے کے بال یا انہیں کا کٹانا، توڑنا (کھینچنا اس سب منے ہے)  
تربان کرنا، بیت اللہ کا طواف کرنا، سعی کرنا (عناد مرودہ کے درمیان دوڑنا) مکرمہ میں حج کے  
ہال میں کسی بھی دن کیا جاتا ہے۔

ان تمام کا مقصد دراصل اللہ کے سامنے ہونے کا ہے آپ کو پورے طور پر جھکا دینا  
ہے، اس کے حکم و طلب پر اپنے تمام مشاغل، راحت و آرام و کار و بار کو چھوڑ کر اس کے سامنے

اسلامیات لازمی

کھڑا ہونا اور اٹھنا و بیٹھنا۔ سب کچھ ہوتے ہوئے کھانے پینے کو چھوڑ دینا، اپنی محنت کی کمائی دوسروں کے پسروں کر دینا اور اتنا یہ کہ گھر، اہل و عیال اور طن کیا بلکہ ملک سے دور دراز مقام کا سفر کر کے دیوانہ وار ادھر ادھر پھرنا اور اللہ کی بڑائی و عظمت کا پکار پکار کر اعلان اور اس سے عشق و محبت کا اظہار کرنا۔

## دین خیر خواہی کا نام ہے

حدیث... ۲

عَنْ أَبِي رُقَيْبَةَ تَبَّاعِيْمَ بْنِ أَوْسٍ الدَّارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الَّذِيْنَ أَكْتَبْيْحَةُ ثَلَاثَ قُلُّنَا لِيْنَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّهُ عَزَّوْ جَلَّ وَلِرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِأَكْتَبْيْهِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَتْهُمْ -

ترجمہ: حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دین نصیحت ہے، ہم نے عرض کی کس کے لیے؟ فرمایا: اللہ کے لیے، اللہ کی کتاب کے لیے، اللہ کے رسول کے لیے، مسلمانوں کے ائمہ کے لیے اور عام مسلمانوں کے لیے۔

تشریح: حدیث مبارک انتہائی عظیم الشان حدیث ہے اور مدار اسلام ہے۔ کسی نے کہا یہ ربع اسلام ہے یعنی چاراً ہم ترین احادیث میں سے ایک ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ حدیث خود ہی مدار ہے، یہ تمیم داری کی واحد حدیث ہے جو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں روایت کی۔ امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حدیث مبارک میں وارد نصیحت کا لفظ بہت جامع ہو، جیسا کہ عربی زبان میں دوسری کوئی لفظ ایسا نہیں ہے جو نصیحت کے تمام معانی کو اور کامیابیوں اور کامرانیوں کو حاوی ہے۔ غرض نصیحت کا لفظ دین کا نجھوڑ اور اس کا ستون ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا "الَّذِيْنَ أَكْتَبْيْحَةُ" کہنا ایسا ہی ہے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وقوف عرفہ پر منحصر ہے اسی طرح نصیحت دین کا ایسا عظیم رکن ہے کہ حجج کا وجود و عدم میں فرمایا کہ "الَّذِيْنَ أَكْتَبْيْحَةُ"۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کی: یا رسول اللہ!

نیجت کس کے لیے؟ فرمایا: (۱) اللہ کے لیے۔ (۲) اللہ کی کتاب کے لیے۔ (۳) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے۔ (۴) مسلم حکمرانوں کے لیے۔ (۵) عام مسلمانوں کے لیے۔ امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے لیے نصیحت کا مرچع دراصل بندہ خود ہے، کیوں کہ اللہ ہر ناصح کی نصیحت سے مستغنى ہے، بہر حال اللہ کے لیے نصیحت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ پر ایمان لائے اور اس کے احکام کی تعمیل کرے اور اس کی نعمتوں کا اعتراف کرے اور ان پر شکر کرے اور اللہ کے احکام کی خلاف ورزی اور معصیت سے اجتناب کرے، اسی کو خالق، مالک اور رازق مانے اور جو کچھ مانگنا ہو اسی سے مانگے۔ ”إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللَّهَ وَإِذَا سَتَعْنَتْ فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ“ (جب سوال کرو تو اللہ سے کرو اور جب استعانت طلب کرو تو اللہ ہی سے کرو)۔

اللہ کی کتاب (قرآن کریم) کے لیے نصیحت کا مفہوم یہ ہے کہ قرآن کریم پر ایمان ہامل ہو کہ یہ کلام الہی ہے جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے، قرآن کریم کی تنظیم و تکریم اور اس کی تلاوت کرے اس میں غور و فکر کرے اور اس کو سمجھے اور سمجھ کر عمل کرے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نصیحت کا مطلب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کامل کہ وہ اللہ کے بھیجے ہوئے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوادین قیامت تک تمام انسانیت کے لیے واحد دین اور تہاوسیلہ نجات ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے ہر معاملے میں اتباع کرے اور حیات کے ہر مرحلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ پر عمل کرے۔ حکمرانوں کے لیے نصیحت کا مفہوم یہ ہے کہ ان کی اعانت اور نصرت کرے اور تمام جائز امور میں ان کے احکام کی پیروی کرے اور ان کے لیے دعائے خیر کرے، ان کے خلاف بغاوت نہ کرے، اور اگر وہ سیدھے راستے سے ٹھیک تو انہیں دل سوزی اور نرمی سے سمجھائے اور عام مسلمانوں کے لیے نصیحت کا مفہوم یہ ہے کہ ان کی مصالح میں ان کی راہنمائی کرے، ان کی دنیا اور آخرت کی بھلائی کی فکر کرے، اپنی زبان اور اپنے عمل سے ان کا معین و مددگار ہو، انہیں اچھی باتوں کی فرمائش کرے اور بری باتوں سے بچنے کی تلقین کرے، ان کی عزت و حرمت کی، جان و مال کی حفاظت کرے۔

حدیث ۲

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَعْلَمُ اللَّهُ مَلَكُ الْجَنَّاتِ إِلَّا مَا يَعْلَمُ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو کہ ملا ملک الجنات میں کوئی معلوم نہیں۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لا یعنی باتوں کو ترک کر دے۔

فرمایا تو کے حق اسلام کی ایک علامت یہ ہے کہ لا یعنی باتوں کو ترک کر دے۔

محترم: انسان اس دنیا میں عمل کے لیے بھیجا گیا ہے ایسا عمل جس میں اس کی دنیا اور آخرت کی فلاح پر مشتمل ہے اور اس کو ایک محدود فرصت عمل دستیاب ہے وہ اگر کے لیے بھیجی اور فضول باتوں میں صرف کر دے گا تو اس محدود مدت میں ان کے اعمال کی کمی پائی جائے گی جو اس کی زندگی سوارنے اور اس کی آخرت کو کامیاب بنانے میں مفید ہو۔ اس لیے خوبیوں کا تعلق افعال سے ہو یا عمل سے۔ انسان کے لیے ضروری ہے کہ ان امور ممکنہ کو انعام دینے میں اپنی صلاحیت اور وقت کو صرف کرے جن میں اس کی معاش اور معاد کی اصلاح ہو۔

کملات علیہ اور فضائل علیہ کے حصول میں مصروف ہو اور اعمال صالحہ میں اپنے اوقات حرف کرے تاکہ اللہ کے یہاں سرخواز اور کامیاب ہو اور ہر وقت اپنے نفس کا محاسبہ کرے کہ اس سے کوئی فضول بات یا غیر ضروری کام تو سرزد نہیں ہو گیا۔ حدیث مبارک جو امنع الکلم میں سے ہے اور دریائے معانی پر مشتمل ہے اور ایک انسان کے لیے مشغل راہ ہے کہ اسلام کی خوبصورتی اور اس کا حسن لا یعنی اور فضول باتوں کا ترک کر دینا ہے۔

حدیث ۳ مسلمان کا خون حرام ہے مگر اس کے حق سے

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَعْلَمُ دَمُ الْمُسْلِمِ إِلَّا بِأَحَدِ الْثَّلَاثِ الْقَتْبَبُ الرَّازِيقُ وَالنَّفَسُ بِالنَّفَسِ وَالثَّارِثُ لِدِينِهِ الْنَّفَارِيقُ لِلْجَمَاعَةِ.

ترجمہ: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی مسلمان آدمی کا خون بہانا سوائے تین صورتوں کے جائز نہیں۔ شادی شدہ زنا کرنے والا

اسلامیات سر و نزد پیغمبر (پیغمبر اسلام) کسی نفس کو مل کرنے کے بد لے اور اپنے دین کو چھوڑنے والا، مسلمانوں کی ایجادی شدہ زنا کار) کے جماعت سے جداگانہ کرنے والا۔

تئیں: اس حدیث مبارکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی حرمت بیان کرنے ہوئے فرمایا ہے کہ بے گناہ مسلمان کا قتل کرتا ناجائز بلکہ بدترین گناہ ہے، جس نے ایک بے گناہ مسلمان کو قتل کیا گویا اس نے ساری انسانیت کی قتل کی اور جس نے ایک بے گناہ کی بے چالی گویا اس نے ساری انسانیت کی جان بچائی اور ساتھ ان بدترین گناہوں کی نشان دہی کی تھی کہ اس میں بتلا شخص کو سزا کی وہ آخری حد یعنی قتل کر دیا جاتا ہے۔ ان گناہوں میں سے کوئی وہ گناہ ہے کہ ایک شادی شدہ (مردوزن) زنا کریں۔ دوسرا وہ شخص جو کسی مسلمان کو بغیر کسی جرم اور حق کے قتل کریں تو اس کے بد لے میں اس قاتل سے قصاص لیا جائیگا۔ تیسرا وہ شخص جو دین اسلام سے مرتد ہو جائے تو شریعت میں مرتد کے لیے سزا قتل ہے۔

## مومن کی صفات

حدیث... 5

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَيُكُرِّمْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْنُعْ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَيُكُرِّمْ مَجَازَةً وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَيُكُرِّمْ مَضِيقَةً۔

لهم: ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو ایمان رکھتا ہے اللہ تعالیٰ نیامت پر تو اسے چاہیے کہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے، اور جو ایمان رکھتا ہے اللہ تعالیٰ نیامت کے دن پر تو وہ اپنے پڑو کی کو تنظیف نہ دے اور جو ایمان رکھتا ہے اللہ تعالیٰ پر اور نہ کے دن پر پس اسے چاہیے کہ عزت کرے اپنے مہماں کی۔

تئیں: اس حدیث مبارکہ میں مومنین کی تین صفات کا بیان فرمایا گیا ہے کہ: جو لوگ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہو تو وہ یا تو خیر کی تکبی یا چپ رہے یا کونکہ فضول گفتگو اور شر کی بات سے چپ رہنا افضل ہے۔

۱۲۰ دوسرا یہ کہ وہ اپنے پڑوی کی عزت و اکرام کریں اور ان کو کسی فحش کا خصلہ نہ پہنچائے بلکہ اس کے دکھ و رُد میں شریک ہو، ان کی خوشی کو اپنی خوشی اور اس کی تکفیر کو اپنے تصور کریں جیسا کہ بیان فرمایا گیا ہے کہ وہ شخص کامل موسمن نہیں ہیں بلکہ جس کو پڑوی اسی کی تکفیر سے محفوظ نہ ہو۔

۱۲۱ تیرا یہ کہ اپنے مہمان کی اپنی استطاعت کے مطابق مہمان نوازی کرے، مہمان کی آرام کا خیال رکھے۔ ان کے لیے اپنی استطاعت کے مطابق کھانے پینے کا انتظام کرے جیسا کہ قرآن مجید میں بیان کیا گیا ہے کہ ”اپنے کو دوسروں پر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود بمحروم ہوں۔“ یعنی خود بمحروم کر کر مہماں کو کھانا کھلاتے ہیں۔

حدیث میں ایمان باللہ اور بالیوم الآخر کا ذکر کرتے ہوئے ایمان کے درجہوں پر اذکر یہ گیا ہے، معنی یہ ہے کہ جو شخص کامل موسمن بننا چاہتا ہے تو اس کے لیے لازمی ہے کہ اپنے مہمان کی مہمان نوازی کرے، اور اسی طرح جو شخص کامل موسمن بننا چاہتا ہے تو اس کے لیے اسی طرح اگر کوئی بات حال میں ہر وقت یہ لازمی ہے کہ اپنے پڑوی کو تکلیف نہ دے۔ اور اسی طرح اگر کوئی بات کرنی ہے تو اچھی اور باقائد بات کرے۔ بے فائدہ کوئی کام نہ کرے بلکہ خاموش رہے۔

حدیث ۶۔

### دین پر استقامت

عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ  
رَبِّنِ الْإِسْلَامِ قَوْلًا لَا أَسْأَلُ عَنْهُ أَحَدًا غَيْرُكَ قَالَ قُلْ أَمْسَأْتُ بِاللَّهِ شَمًّا اسْتَقِيمَ

ترجمہ: حضرت ابی عمر اور ابو سفیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اللہ علیہ وسلم کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اسلام کے بارے میں آپ ایسی بات بتائیے کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی سے پوچھنے کی مجھے ضرورت نہ پڑے۔

تفسیر: یعنی جو ایمان کے اوازمات ہیں، اعمال صالح اور ترك معا�ی، ان کو مضبوطی سے پہلے

لینا یعنی شریعت کی پوری پوری پابندی کرنا۔ یہ ارشاد ماخوذ ہے اس آیت کو یہ سے ”إِنَّ اللَّهَ